دینی اور عصری علوم

مولانا محمد اعظم قاسمی

علم ایک ایسی روشنی ہے جو ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی اس کو چھین نہیں سکتا۔علم کے ذریعے انسان اپنے بہت سے مسائل حل کر لیتا ہے، بہت ایسی گتھیاں جن کو بے علم آدمی نہیں سلجھا سکتا، ان کو صاحب علم آسانی سے سلجھا لیتا ہے۔علم کی بدولت معاشرہ ترقی کرتا ہے، رہن سہن میں تبدیلی آتی ہے، تجارت ترقی کرتی ہے، سیاست میں نکھار آتا ہے، صاحب علم کی فکر بلند ہوتی ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، اس کا ہر عمل اس کی تہذیب، سلیقہ اور ادب کی غمازی کرتا ہے۔اس کی عزت ہوتی ہے، اکرام کیا جاتا ہے، بلند مقام ومنصب پر فائز کیا جاتا ہے۔کبھی کبھی تحصیل علم میں محنت کرنے والا ثریٰ سے ثریا پر لمحوں میں پہنچ جاتا ہے۔

یہ بات ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے کہ علم کوئی بھی ہو صاحب علم کو فائدہ دیتا ہے، اگر وہ علم آخرت کے لیے حاصل کرتا ہے، تو اخروی فلاح و بہبودی سے بہرہ ور ہوتا ہے اگر علم سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے تو دنیا میں کامرانی نصیب ہوتی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ مسلمان کو بحیثیت مسلمان کون سا علم حاصل کرنا چاہیے؟ دینی علم یا دنیوی علم؟ یا کون سا علم ضروری اور قابل ترجیح ہے؟ تو ہر عقل مند یہی جواب دے گا کہ بحیثیت مسلمان اتنا دینی علم ضروری اور فرض ہے جس سے ہر شخص کو روزمرہ پیش آنے والے مسائل معلوم ہو جائیں، اور یہ جان سکے کہ فلاں کام میں اللہ کی مرضی کیا ہے، آیا اللہ چاہتا ہے کہ وہ یہ کام کرے؟ یا یہ چاہتا ہے کہ وہ یہ کام ترک کر دے؟ اگر اتنا علم حاصل ہو گیا ہے تو فرض عین ادا ہو گیا اب مزید علوم دینیہ میں مہارت پیدا کرنا فرض کفایہ ہے۔جہاں تک علوم عصریہ کی بات ہے تو اس کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ کوئی ایسا علم نہ ہو جو اسلامی عقائد کے ڈھانچے ہی کو مسمار کر دے۔

علوم اسلامیہ:......علوم اسلامیہ وہ علوم ہیں جن سے اسلامی معلومات حاصل ہوں، ان میں سرفہرست قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کا علم ہے، یہی مقصود ومطلوب ہے اور یہی براہ راست اسلامی علم ہے۔اس کو سمجھنے کے لیے جن علوم

کی ضرورت پڑتی ہے وہ بھی بالواسطہ اسلامی علوم ہیں، کیوں کہ وہ مقصود نہیں ہیں، بلکہ مقصود کے حصول کا ذریعہ ہیں۔اس قسم کے علوم بہت سے ہو سکتے ہیں، جیسے نحو، صرف، بلاغت، اُصول تفسیر، اُصول حدیث، اُصول فقہ، علم کلام، تاریخ (اگر اس سے قرآن کے نزول اس کے پس منظر اور مختلف ادوار میں مسلمانوں اور اسلام کی صحیح صورتِ حال سے آگاہی مقصود ہو) جغرافیہ (اگر قرآن وحدیث میں آئے ہوئے مقامات کو بصیرت کے ساتھ سمجھنے کی نیت ہو) سائنس (اگر اس کے ذریعے مخلوق میں غور کر کے اللہ کی معرفت حاصل کی جائے) وغیرہ۔

یہی وہ علوم ہیں جن سے اللہ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے، انسان اپنے خالق کو پہچان سکتا ہے اور اپنے رب سے شناسائی ہو سکتی ہے۔ عادتاً ایسا ہی ہوتا ہے، اگر کبھی ان علوم کے علاوہ سے بھی اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے، تو ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا ہے جب کہ اس میں کبھی بھی راہ بھٹکنے کا خطرہ بھی درپیش رہتا ہے۔ بہر حال ان ہی علوم کی فضیلت قرآن وحدیث میں آئی ہے، ان ہی کی تحصیل کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے بارے میں مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ، قال: فإنی سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك اللّٰه به طريقًا من طرق الجنة وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم وإن العالم لمستغفرله من في السموات ومن في الأرض والحيتان في جوف الماء وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وإن العلماء ورثة الأنبياء وإن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهمًا بل ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر۔

''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ جو بندہ علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلائے گا اور اللہ کے فرشتے طالبانِ علم کے لیے اظہارِ رضا کے طور پر اپنے بازو جھکا دیتے ہیں اور فرمایا کہ علم دین کے حامل کے لیے آسمان وزمین کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی استدعا کرتی ہیں، یہاں تک کہ دریا کے پانی کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی، اور عبادت گزاروں کے مقابلے میں علماء کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے باقی ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے دیناروں اور درہموں کا ترکہ نہیں چھوڑا ہے، بلکہ انھوں نے اپنے ترکے اور ورثے میں صرف علم چھوڑا ہے، تو جس نے اس کو حاصل کرلیا اس نے بہت بڑی کامیابی اور خوش بختی حاصل کرلی۔

اسی علم سے دین کی سمجھ پیدا ہوتی ہے، جس پر آخرت کی کامیابی کا مدار ہے اور اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين۔" (المعجم الاوسط: ٥٤٢٤)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سوجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

حاصل یہ کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی علوم کو بقدرِ ضرورت حاصل کرنا فرض ہے اور ان میں درک ومہارت حاصل کرنا جب کہ دیگر ماہرین موجود ہوں مستحسن ہے، ورنہ فرض ہے اور دنیوی علوم بھی جائز ہیں، مگر ہاں اگر کوئی علم عقیدہ فاسد کرتا ہو یا اس کو حاصل کرنے میں اللہ کی صریح نافرمانی ہوتی ہو یا معاصی میں مبتلا ہونے کا یقین ہو، تو قطعاً جائز نہیں ہے۔

دنیوی یا عصری علوم:...... دنیوی علوم عام طور پر وہ سمجھے جاتے ہیں جو اسکولوں میں پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں، جن کا مقصد اچھی ڈگری حاصل کرنا اور ان کے ذریعے بڑے بڑے عہدوں تک رسائی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہی وہ علوم ہیں جن کے جاننے والے عموماً ہر ملک میں بڑے بڑے مناصب پر فائز ہوتے ہیں، سرکاری نوکریاں ان ہی کی بنیاد پر ملتی ہیں، ایسے ہی لوگوں کا پرائیوٹ کمپنیوں پر غلبہ ہوتا ہے، یہی لوگ اجنبی ملکوں میں بھی اچھی ملازمتیں حاصل کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں میں سے ایک بہت بڑا طبقہ وہ ہے جو دین سے بیگانہ ہے، نہ بچپن میں دینی علوم حاصل کیے، نہ وہ دینی کتابیں پڑھتے ہیں نہ دینی باتیں سنتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں جو ان کو دینی مسائل بتائیں، بلکہ ان میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو علماء کو بدھو گردانتے ہیں، ان کو تنگ نظر اور قوم کو پستی میں لے جانے والے سمجھتے ہیں اور اگر کبھی موقع پاتے ہیں تو دیرینہ کدورت کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سے ایسے اسکول ہیں جن میں وہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں، جن میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے، خاص طور سے مشنری اسکول تو اسی مقصد کے لیے گویا چلائے جا رہے ہیں کہ مسلمان بچوں کے کورے دماغوں پر نصرانیت کی چھاپ چھوڑ دی جائے، وہ نام کے مسلمان باقی رہیں، ان کے ذہنوں میں عیسائیت کی فکریں گردش کرتی ہوں اور ان کے قلوب مسیحیت کی محبت سے سرشار ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو کم سے کم موجودہ مذہب عیسوی کی برائی ان کے دل سے نکل چکی ہو اور وہ اس کی روایتوں اور رواجوں پر جان چھڑکتے ہوں اور اس کی ہر رسم کو اپنے لیے ترقی کی علامت (Symbol of Progress) سمجھتے ہوں۔

ایسے اسکول اور ایسی تعلیم اُمت مسلمہ کے لیے ناسور ہے اور قوم کی رگوں میں دوڑنے والا وہ خون ہے جو کینسر سے

متاثر ہو چکا ہے۔ایسی تعلیم آتے ہی دین کا جنازہ گھروں سے اور سماج سے نکل جاتا ہے،اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ آپ شاید ایسے لوگوں کو جانتے ہوں جن کی تعلیم انگلش میڈیم اسکولوں میں ہوئی، آپ دین کے بارے میں ان کی رائے لے کے دیکھیے،ان میں سے اکثر کی فکروں میں اتنا توسع آجاتا ہے کہ ہر چیز کو جائز سمجھنے لگتے ہیں،اباحیت پسندی ان کی طبیعت بن جاتی ہے۔

دہلی میں جس وقت راقم انگلش سیکھنے کے لیے ایک ادارے (Institute) میں زیر تعلیم تھا،جس کو چلانے والے امریکن انگریز تھے اور اس وقت ہی پڑھاتے بھی تھے،اس میں تعلیم پانے والے تقریباً ۹۵ فی صد مسلمان ہی تھے۔اس وقت ان کی روشن خیالی ظاہر ہوئی، یہاں تک کہ ایک مسلم نوجوان یہ کہہ رہا تھا کہ پردہ وغیرہ کیا چیز ہے؟ ہم تو اپنے بچوں کو آزادی دیں گے، جس سے چاہیں عشق کریں اور جس کو چاہیں اپنا (Life Partner) بنائیں۔

دوسری مثال:......مرادآباد میں جہاں ہم رہائش پذیر ہیں، پڑوس میں ایک گھرانہ بستا تھا جو بظاہر دین دار بھی تھا،یعنی نماز وغیرہ کا پابند تھا،ان کے یہاں کی ایک لڑکی جو بی اے کی طالبہ تھی اسکول کے کسی پروگرام میں اس کو مختصر تقریر کرنی تھی یعنی (Mini Presentation) تھا۔اس نے خوش گمانی میں تصحیح کے لیے میری اہلیہ کے ذریعے میرے پاس اپنی لکھی ہوئی تقریر بھیجی،تو اس نے مساوات و یکجہتی پر اچھی باتیں لکھی تھیں،اس میں اس مفہوم کا جملہ بھی لکھا تھا کہ We are sons and daughters of one God یعنی ہم ایک ہی خدا کے بیٹے، بیٹیاں ہیں۔یہ اس گھرانے کی بات ہے جہاں والدین اور خود لڑکیاں نماز کی پابند نہیں، بلکہ پڑوس کی بچیوں کو قرآنِ پاک بھی پڑھاتی تھیں۔یہ ہے اسکول کی تعلیم کی زہرناکی جو معاشرہ میں بڑی تیزی سے پنپ رہی ہے۔یہ ایک دو مثالیں ہیں،اگر تحقیق کی جائے تو اسکول میں تعلیم پانے والوں کی اکثریت اسی طرح کی ہوگی۔اس کا نمونہ عالمِ عرب میں بھی نظر آتا ہے، یہاں تک کہ سعودی عرب میں بھی یورپ و امریکہ کی بنا پر نئی نسل میں اباحیت پسندی کا زور ہے اور وہ وہاں وہ سب کچھ دیکھنا چاہتے ہیں جو مغرب میں دیکھ اور برت کر آئے ہیں۔

ایک حقیقت:......اسکولوں کی خطرناکیوں اور زہرناکیوں کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ میں اسکول کی تعلیم بھی بہت ضروری ہے، کیوں کہ نہ سارے لوگ مدارس میں پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی سرپرست حضرات پڑھا سکتے ہیں۔مدارس میں چاہے جتنے طلبہ آجائیں مگر ان کی شرح اسکول کے طلبہ سے بہت کم ہی رہے گی۔تو کیا ایسے حالات میں بچوں کو اسکولوں میں جانے دیا جائے یا پڑھائی چھڑا دی جائے؟ ظاہر ہے پڑھائی چھڑانا تو دانش مندی نہیں ہوگی، کیوں کہ ایسا کرنا اپنے بچوں کو عصر حاضر کے قافلے سے پیچھے رکھنا ہوگا جس کا خمیازہ وہ آگے چل کر بھگتیں گے۔

اس کا فوری حل تو یہ ہوسکتا ہے کہ ابتدا سے ہی اپنے گھروں میں بچوں کی دینی تربیت کی جائے،اس کے لیے والدین

اور سر پرستوں کو بھی دین دار بننا پڑے گا اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے اتالیق و استاد بھی رکھنا پڑے گا۔ محلے کی مسجد میں اگر مکتب ہو تو بہت اچھا ورنہ مکتب چلانا ہوگا اور اسکول سے آنے کے بعد بچوں کو وہاں بھیجنا از حد ضروری ہوگا، تاکہ وہاں قرآن پاک پڑھ سکیں اور کچھ دعائیں اور دینی معلومات حاصل کر سکیں، اسی طرح گرمی کی چھٹیوں میں سمر کیمپ کے نام سے دینی تعلیم کا نظم کیا جائے اور بڑے بچوں کو جماعت میں بھیجا جائے، ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔

علماء کی ذمے داری:......ایک حل یہ ہے کہ اپنے اسکول کھولے جائیں، جن میں اسلامی اُصول سے متفق نصاب ہو، جیسا کہ بعض علماء نے اس کی طرف پیش رفت کی اور ایک اچھے اور مؤثر انداز میں وہاں تعلیم ہو رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسے اسکول جگہ جگہ کھولے جائیں، بلکہ ان کا جال بچھا دیا جائے۔ اس کام کو بھی حقیقت پسندی سے دیکھا جائے اور پیش قدمی کی جائے۔ اس کام کے لیے بھی علماء کرام کی ضرورت ہے کیوں کہ اس انحطاط کے زمانے میں بھی عوام کا اعتماد اسی گروہ پر ہے۔ وہ علماء جو بڑے بڑے دار العلوم چلا سکتے ہیں، جو کسی تحریک کو اُٹھاتے ہیں تو چند دنوں میں اس کو ملک گیر بنا دیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں ان کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں، بس تھوڑی فکر کی ضرورت ہے، لوگوں کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے اور کام کو ایک مشن کے طور پر لے کر چلنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک قحط الرجال (باصلاحیت افراد کی قلت) کی بات ہے، تو میرے خیال میں یہ ٹال مٹول یا پیچھا چھڑانے والی بات ہے۔ عصری تعلیم یافتہ لوگوں میں اب بھی بہت سے لوگ دین دار مل سکتے ہیں جو آپ کے اشارے پر بخوبی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ نیز قحط الرجال کی بات کر کے ذمے داری سے سبکدوشی نہیں ہو سکتی، بلکہ رجال سازی بھی علماء ہی کا کام ہے، جیسا کہ ہمارے اکابر نے کیا ہے۔

دینی اور دنیوی علوم کی ایک اور تقسیم:......اسلام میں نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے بلکہ اعمال کا دارومدار ہی نیتوں پر ہے، تو اس حیثیت سے بھی علوم کو تقسیم کر سکتے ہیں، اگر نیت اچھی ہے، علم حاصل کرنے کی غرض اللہ کی رضا ہے اور پیش نظر صرف آخرت ہے، دنیا طلبی نہیں ہے، تو وہ علوم بھی دین کا حصہ ہوں گے جو عموماً دنیوی اور عصری سمجھے جاتے ہیں اور اگر نیت اچھی نہیں ہے، تحصیل علم سے مقصود اللہ کی رضا نہیں، نہ آخرت پیش نظر ہے، بلکہ اس کی غرض دنیا کی طلب، جاہ و منصب کی چاہت، بڑا بننے کا شوق اور اظہارِ تفوق ہے تو وہ علوم بھی دنیا بن جاتے ہیں جو خالص دین سمجھے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر کوئی سافٹ ویئر انجینئر (Sofware Engineer) اس لیے پروگرامنگ سیکھتا ہے کہ وہ کوئی اسلامی سافٹ ویئر بنائے گا، یا کوئی دینی ویب سائٹ لانچ کرے گا، تو اس کا کمپیوٹر سائنس (Computer Science) سیکھنا بھی دین ہی ہوگا، جیسا کہ کوئی ڈاکٹر اس لیے ڈاکٹر بنے کہ وہ غریبوں اور ضرورت مندوں کا مفت یا سستا علاج کرے گا، ان کا خون نہیں چوسے گا اور اپنے پیشے سے خدمت خلق کرے گا، تو یہ بھی دین ہی کہلائے گا۔ اسی طرح ہر علم اور پیشے کو نیت کی درستگی سے دین کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی عرض کر دینا مناسب ہے کہ ہمارے بہت سے علماء ودانشور جو یہ بات کہتے ہیں کہ دینی اور دنیوی علوم میں کوئی فرق نہیں ہے، نہ خیر القرون میں ان میں کوئی فرق تھا، سبھی علوم حاصل کیے جاتے تھے اور سب کا مقصد دین ہی کی سربلندی تھی، تو وہ بھی غالباً اسی نیت والے پہلو ہی کو دیکھ کر یہ بات کہتے ہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ ان علوم سے نہ تو قرآن وحدیث کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی دینی مسائل کا حل ان میں پا سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ثانوی درجے میں یا بالواسطہ دین ہو سکتے ہیں، لیکن اگر نیت درست نہیں ہے تو عصری علوم تو عصری ہی ٹھہرے، وہ علوم جن کا تعلق قرآن وحدیث سے ہے یا یہ کہہ لیجیے کہ خود قرآن وحدیث کا سیکھنا بھی دنیا بن جاتا ہے، اس کا تعلق پھر دین سے نہیں رہ جاتا، بلکہ وہ اللہ کی ناراضی اور جنت سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمائیں:

عـن أبـي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تعلّم علما مما يبتغى به وجه اللّٰه عـزوجـل لايتـعـلمه إلاليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة يعنى ريحها۔"(سنن الترمذی: ٣٦٦٤)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ علم جس سے اللہ کی رضا چاہی جاتی ہے (یعنی دین اور کتاب وسنت کا علم) اگر اس کو کوئی شخص دنیا کی دولت کمانے کے لیے حاصل کرے تو قیامت میں جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔''

یہی نہیں، بلکہ ایک حدیث میں جہنم کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عـن ابن عمر عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من تعلم علما لغير اللّٰه أو أراد به غير اللّٰه فليتبوا مقعده من النار۔"(سنن الترمذی: ٢٨٦٧)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے علم دین اللہ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ غیر اللہ کے لیے (یعنی دنیوی اور نفسانی اغراض کے لیے) حاصل کیا، وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی علوم اصلاً قرآن وحدیث ہی کا علم ہے، باقی علوم اگر نیت صحیح ہو تو باعث اجر وثواب ہیں، ورنہ نرے دنیا ہیں، اسی طرح اگر نیت درست نہیں ہے تو قرآن وحدیث وفقہ کا علم بھی وبالِ جان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆